مشہور مفسر تابعین کے تفسیرِ قرآن میں منہج کی خصوصیات: اسلوبیاتی مطالعہ

Characteristics of Qura'nic Exagesis Methodology of Famous Followers of Companians: A Methodological Study

مقالہ نگار: سمیع الرحمان
ایم فل سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی، فیصل آباد
Hafizsami1993@gmail.com

معاون مقالہ نگار: ڈاکٹر یاسر فاروق
لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان
Yasirfarooq797@gmail.com

Abstract

The followers of Companions are the ones who learned the knowledge of revelation from the Companions of Holy prophet (PBUH) and met them in the era of faith. The Companions conveyed to them what they had learned from the Holy Prophet (PBUH) and they conveyed it to us without any change. The status of the famous and great among these followers in Tafsīr and Ḥadīth is based on their virtue and scholarly status and strong reasoning. Famous followers include Mujāhid ibn Jubayr, Sa'īd ibn Jubayr, 'Alqamah, 'Ikrimah, 'Ata ibn 'abi Rabāḥ, Ḥasan Baṣrī and Imām Ibrāhim al-Nakha'i. There sayings and opinions are of great importance in the famous type of Qur'anic commentary, Tafsīr Bil-mathūr. These people were very careful in copying the commentary traditions and in the same way they were keeping in view the principles of complete transmission. Therefore, their fame is higher than that of other minor followers, because most of them were exemplary in jurisprudence and fatwā, as well as in other Islamic sciences, and were at the forefront of rank. In this article, the details of their methodology are explained, from which their characteristics and principles are understood in the derived commentary.

Keywords: Qura'nic, Exagesis, Followers of Companians, Tafsīr Bil-mathūr.

تعارف موضوع

تفسیرِ قرآن میں جن تابعین کے مناہج بالعموم موضوعِ بحث آتے ہیں یا ان کی تفسیری خدمات کے سبب ان کے ذکر سے اعراض ناممکن ہے، ان میں اکثر تابعین کبار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے ہی کسبِ فیض کرتے رہے ہیں۔ اس اعتبار سے تفسیر کا یہ سلسلہ بھی منقولی ہے اور اسی لیے ماہر محققین اور علوم القرآن والتفسیر کے ائمہ کے یہاں تفسیر بالماثور میں تابعین کے اقوال و آراء اور ان

سے منقول کو داخل رکھا گیا ہے۔ چنانچہ ان تابعین کے تفسیرِ قرآن کو صحابہ کرام سے اخذ کرنے اور ان کو آگے منتقل کرنے میں جو اسلوب اختیار کیا گیا ہے، یہ مقالہ اس کا تحقیقی و منہجی مطالعہ پیش کر رہا ہے۔ بنیادی طور پر اس میں محققین نے مشہور مفسر تابعین کے تفسیرِ قرآن میں اخذ و استفادہ اور ان کی خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ یہ موضوع اس اعتبار سے بھی اہمیت کا حامل ہے کہ تابعین کے اقوال یا ان سے منقول روایات کو جب محققین تفسیر بالماثور میں شامل کرتے ہیں تو روایات کی ترسیل و انتقال کا حدیثی پس منظر میں اسلوب اس مطالعہ کی خصوصیات کا تقاضا کرتا ہے۔ ذیل میں اس سلسلہ کے کبار و صغار تابعین اور ان کے اسلوبِ اخذ و استفادہ کو ذکر کیا جا رہا ہے۔

1۔ مجاہد بن جبیرؒ

آپ کا پورا نام ابوالحجاج مجاہد بن جبر المخزومی ہے[1]۔ آپ کی ولادت 21 ہجری میں ہوئی[2]۔ یہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے خاص شاگرد ہیں۔ قراءت اور تفسیر کے اس عہد کے نہایت نامور عالم تھے اور انہوں نے حبر الامہ ابن عباسؓ سے پورے تیس مرتبہ قرآن کا دورہ کیا تھا۔ آپ کا تفسیر حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ہر ایک سورت پر رک کر اس کے شان نزول اور اس کے متعلقات پوچھتے جاتے۔ اکابر صحابہ میں انہوں نے حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ، ابوسعید خدریؓ وغیرہ سے علم کا فیض حاصل کیا۔ تابعین میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰؒ، طاؤسؒ، عبداللہ بن سائبؒ، عبداللہ بن سنجرہؒ، عبدالرحمان بن صفوانؒ، عمر بن اسودؒ، مورق العلجیؒ، وغیرہ سے مستفید ہوئے۔ آپ کے تلامذہ کا دائرہ خاصہ وسیع تھا۔ جس میں ایوب سختیانیؒ، عطاءؒ، عکرمہ بن عونؒ، عمرو بن دینارؒ، ابواسحاق سبیعیؒ، ابوالزبیر مکیؒ، قتادہؒ وغیرہ لائق ذکر ہیں۔

تفسیر میں کثرت روایات کی وجوہات

ا۔ متعدد مصادر سے استفادہ کرنا

حضرت مجاہدؒ کی تفسیر کے میدان میں سب سے ممتاز ہونے کی بنیادی وجہ متعدد مصادر سے تفسیر کو اخذ کرنا ہے۔ بعض روایات سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ آپ نے حضرت ابن عباسؓ کے علاوہ دوسرے اصحاب سے بھی تفسیر کا فیض حاصل کیا۔ جیسے حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں: لو كنت قرأت قراءة ابن مسعود لم احتجّ ان أسال ابن عباس عن كثير من القرآن ممّا سالت۔ "کہ اگر میں نے ابن مسعودؓ کی قرأت پڑھی ہوتی تو مجھے قرآن سے متعلق ابن عباسؓ سے وہ بہت سی باتیں پوچھنے کی ضرورت پیش نہ آتی جو میں نے ان سے پوچھیں۔

ب۔ اسرائیلیات کے اخذ میں تساہل کرنا

اہل کتاب سے روایت کرنے میں آپ تساہل سے کام لیتے تھے۔ اعمشؒ کا بیان ہے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ مجاہد سے تفسیر لینے میں پرہیز کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا اس لیے کہ مجاہد اہل کتاب سے پوچھتے تھے۔[3] مجموعہ تفسیر میں کثرت سے بنی اسرائیل سے

آپ کی روایات ملتی ہیں۔ جیسے:

وَ لَقَدۡ هَمَّتۡ بِهٖ ۚ وَ هَمَّ بِهَا لَوۡ لَاۤ اَنۡ رَّاٰ بُرۡهَانَ رَبِّهٖ قال: حل السراويل حتّی اليتيه واستقلت له[4]

"مجاہد فرماتے ہیں یوسفؑ نے شلوار کھولی جب وہ ناف کے نیچے تک پہنچی تو وہ عورت کے پاس اس طرح بیٹھے جس طرح مرد اپنی بیوی کے پاس بیٹھتا ہے"۔

ج۔ علم قراءات کا فہم ہونا

حضرت مجاہدؒ کثیر آیات کا فہم رکھنے کے ساتھ ساتھ قراءات کی معرفت بھی رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو قراءات کے ائمہ میں سے شمار کیا گیا ہے۔ حضرت مجاہدؒ پانچ حروف پر قرآن کی تلاوت فرماتے تھے۔ ابن جریرؒ نے آپ کو قاری عالم کہا ہے۔ جیسے

وَلاَ يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَلاَ شَهِيد مجاهد انّه كان يقرا ولايضارر كاتب ولا شهيد

"حضرت مجاہد وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيد کو "ولا يضارر كاتب ولا شهيد" پڑھتے تھے"۔

د۔ تفسیر کی کتابت کو پسند کرنا

آپ تفسیر کی تدوین کے بہت حریص تھے۔ ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے:

رايت مجاهدا يسال ابن عباس عن تفسير القرآن ومعه الواحه فيقول له ابن عباس: اكتب قال حتى سأله عن التّفسير كلّه[5]۔ "میں نے مجاہد کو دیکھا کہ وہ ابن عباسؓ سے قرآن کی تفسیر کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور ان کے پاس تختیاں ہوتی تھیں تو ابن عباسؓ ان کو فرماتے: کہ لکھو، یہاں تک کہ آپ سوال کے ذریعے سے پوری کی پوری تفسیر پوچھ لیتے"۔

ذ۔ شاگردوں کا تفسیر کو نقل کرنا

حضرت مجاہدؒ ان ائمہ میں سے ہیں جن کے شاگردوں نے مجاہد سے علمی وراثت کو اخذ کیا اور پھر اس علمی تراث کو آگے نقل کرنے میں اپنی زندگی کو لگا دیا۔ ان کے شاگردوں میں سب سے نمایاں نام "ابن ابی نجیحؒ" کا ہے۔ ان کے بارے میں امام ذہبیؒ کی رائے ہے کہ یہ مجاہد کے اصحاب میں سب سے زیادہ خاص ہیں۔[6] مجاہدؒ سے تفسیر حاصل کرنے میں دوسرے نمبر پر زیادہ نمایاں نام ابن جریجؒ کا آتا ہے۔

2۔ سعید بن جبیرؒ

مکمل نام ابو عبداللہ سعید بن جبیر بن ہشام الاسدی الوالبی ہے۔ آپ 38 ہجری حضرت علیؓ کے دور خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔[7] حضرت ابن عباسؓ سے انہوں نے خصوصیت کے ساتھ علم تفسیر حاصل کیا۔ ان کی تعلیم حاصل کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ باہر کے سائلین جو سوالات کرتے تھے اور جو مسائل پوچھتے تھے اور ابن عباسؓ ان کے جو جوابات دیتے تھے سعید خاموشی کے ساتھ ان کو سنا کرتے تھے اور کبھی کبھی خود بھی کچھ پوچھ لیتے تھے۔ یہ مسائل لکھتے بھی تھے چنانچہ بعض دن اس کثرت سے مسائل

در پیش ہوتے تھے کہ لکھتے لکھتے ابن جبیر کی بیاض پُر ہو جاتی تھی اور انہیں کپڑوں اور ہتھیاروں پر لکھنے کی نوبت آجاتی تھی۔ ایسا بھی اتفاق ہوتا تھا کہ اس دن ایک حدیث لکھنے کی نوبت نہ آتی تھی اور یوں ہی لوٹ آتے تھے [8]۔ حضرت ابن عباسؓ کے بعد انہوں نے ابن عمرؓ سے زیادہ فائدہ اٹھایا۔ ان سے استفادہ کا سلسلہ ابن جبیر کے قیام کوفہ تک جب تک وہ خود صاحب افتاء ہو گئے تھے قائم رہا، باقی ان کے اپنے بیان کے مطابق کہ جب کسی مسئلہ میں علماء وفقہاء میں اختلاف ہوتا تو میں اسے لکھ لیتا تھا اور ابن عمرؓ سے پوچھتا۔ شاگردوں میں آپ کے صاحبزادگان عبد الملکؒ اور عبد اللہؒ، یعلی بن حکیمؒ، یعلی بن مسلمؒ، ابو اسحاق السبیعیؒ وغیرہ ہیں [9]۔

ا۔ تفسیر کی کتابت کو پسند کرنا

انہوں نے عبد الملک بن مروان کی فرمائش پر ایک تفسیر لکھی تھی۔ خلیفہ نے اس کو شاہی خزانے میں محفوظ کر دیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ تفسیر حضرت عطا بن دینار کے ہاتھ آگئی تھی۔ وہ اس نسخہ کی بناء پر اس تفسیر کی روایت کو حضرت سعید بن جبیر سے مرسلاً روایت کرتے تھے۔[10] لہذا عطا بن دینار سے حضرت سعید بن جبیر کی جو روایات منقول ہیں وہ محدثین کی اصطلاح کے مطابق وجادہ ہیں اور زیادہ قابل اعتماد نہیں ہیں۔

ب۔ درس تفسیر دینا

ابن جبیر تفسیر کا درس بھی دیتے تھے۔ وقاء بن ایاسؒ کے مطابق عزرہ تفسیر کی کتاب (غالبا کاپی اور بیاض اور دوات) لے کر ابن جبیر کے پاس تفسیر کے لئے آتے جاتے تھے۔ آیات قرآنی کے شان نزول، قرآن کی تفسیر وتاویل پر پوری نظر تھی۔ جب ان کے سامنے قرآن کی کوئی آیت پڑھی جاتی تو اس کا پورا پورا مطلب بتا دیتے تھے۔ جیسے

عن ابی یونس قوی قال، قلت لسعید ابن جبیر قول اللہ تبارک وتعالی: {اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ} قال کان ناس بمکة مظلومین او قال مقهورین، قال: قلت: لقد جئتک من عند قوم هکذا، یعنی زمن الحجاج. قال یابن اخ لقد حرصنا وجهدنا واتی اللہ ان یکون الاّ ما اراد. [11]

"ابو یونس قویؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ سعید بن جبیر کے سامنے یہ آیت "اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ" پڑھی۔ تو انہوں نے کہا: اس میں جن کا تذکرہ ہے وہ مکہ کے کچھ مظلوم تھے۔ میں نے کہا میں ایسے ہی لوگوں (حجاج کے ستم رسیدہ) کے پاس سے آیا ہوں۔ سعید نے کہا بچے ہم لوگوں نے اس کے خلاف بڑی کوشش کی لیکن کیا کیا جائے خدا کی یہی مرضی ہے۔

ج۔ اسرائیلیات میں تساہل سے کام لینا

سعید بن جبیر مکہ کے ان مفسر تابعین میں سے ہیں جو بنی اسرائیل سے روایت لینے میں وسعت سے کام لیتے تھے۔ آپ کو واقعات اور اخبار بیان کرنے کا بہت شوق تھا۔ ابو شہاب کے بقول سعید بن جبیر ہمیں دن میں دو مرتبہ واقعات سناتے ایک فجر کی نماز کے بعد اور دوسرا عصر کی نماز کے بعد [12]۔ اسرائیلیات کی مثال یہ ہے:

{لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ رَبِّهِ} قال رأى صورة فيها وجه يعقوب، عاضا على اصابعه، فدفع فى صدره فخرجت شهوته من انامله، فكل ولد يعقوب ولد له اثنا عشر رجلا الا يوسف فانه نقص بتلك الشهوة ولم يولد له غير احد عشر[13]

"سعید بن جبیر فرماتے ہیں یعقوب علیہ السلام کی صورت آپ کے سامنے آئی جو اپنی انگلیاں کاٹ رہے تھے پس یعقوب علیہ السلام نے ان کے سینے پر ہاتھ مارا تو انگلیوں کے پوروں سے شہوت نکل گئی پھر حضرت یعقوب کے ہر بچے کی اولاد بارہ تھی سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے۔ان کے شہوت کم ہو جانے کی وجہ سے آپ کی اولاد گیارہ تھی"۔

د۔ نشر علم کے حریص ہونا

علم کی تبلیغ سے آپ کو بہت محبت تھی۔جب آپ سے کوئی سوال نہ کرتا تو آپ غمگین ہوتے۔عطاء بن سائب فرماتے ہیں:

قال لى سعيد بن جبير: الا تعجب ان امكث من الجمعة الى الجمعة ما يسالنى احد عن شىء[14]

"سعید بن جبیر نے مجھ سے کہا کہ مجھے تمہارے اوپر تعجب ہے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ آ گیا مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا"۔

3۔عطاء بن ابی رباحؒ

مکمل نام عطاء بن ابی رباح المکی القریشی ہے۔یہ ابو خیثم کے آزاد کردہ غلام تھے۔حضرت عثمانؓ کے خلافت کے آخری دور میں پیدا ہوئے[15]۔ مدرسہ مکہ کے مشہور مفسرین میں سے ہیں مگر ان سے تفسیری روایات بہت کم منقول ہیں۔ صحابہ میں سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابن عمرو بن العاصؓ، ابن زبیرؓ، معاویہؓ، ابو ہریرہؓ، ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور ام ہانیؓ سے استفادہ کیا۔ان کے شاگردوں میں ابو اسحاق سبیعیؒ، زہریؒ، مجاہد بن جبرؒ، ایوب سختیانیؒ، اعمشؒ، اوزاعیؒ، ابن جریجؒ، ابو الزبیرؒ، حکم بن عتبہؒ، ابو حنیفہؒ وغیرہ ہیں۔[16]

قلیل تفسیری روایات کے اسباب

تفسیری روایات کم منقول ہونے کی وجوہات درج ذیل ہیں:

ا۔ رائے بالتفسیر کو ناپسند کرنا

تفسیر میں کم روایات منقول ہونے کے اسباب میں سے اہم سبب عطاءؒ کا اپنی رائے سے تفسیر بیان کرنے کو ناپسند کرنا ہے۔ان کے شاگرد ابن جریجؒ فرماتے ہیں:

كنت أسال عطاء عن كل شيء يعجبنى فلما سألته عن البقرة وآل عمران او عن البقرة قال: اعفنى عن هذا اعفنى عن هذا[17]

"میں ہر چیز کے بارے میں عطاء سے سوال کرتا تو عطاء مجھے سوال کا جواب دیتے۔جب میں سورہ بقرہ یا آل عمران میں سے کچھ پوچھتا

تو عطاء فرماتے اس معاملے میں مجھے معاف کر دو اس معاملے میں مجھے معاف کر دو"۔

ب۔افتاءاور فقہ میں مشغولیت

عطاء نے اپنے آپ کو زیادہ افتاء سے منسلک رکھا تھا۔ ربیعہ الرائےؒ کے مطابق اہل مکہ کو عطاء کا فتویٰ کافی ہے۔[18]

كان ابن عباس رضى الله عنه يقول لأهل مكة: تجتمعون عليّ وعندكم عطاء؟

"ابن عباسؓ اہل مکہ کو فرماتے تھے کہ تم لوگ میرے پاس جمع ہوتے ہو حالانکہ تم میں عطاء موجود ہیں"۔

ج۔اسرائیلی روایات پر کم اعتماد کرنا

مکہ کے مدرسہ میں اسرائیلی روایات لینے میں وسعت سے کام لیا جاتا تھا لیکن اس کے بالمقابل عطاء سے اسرائیلی روایات بہت کم منقول ہیں۔ جیسے:

قوله تعالى وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ ءَالُ مُوسَىٰ وَأَلُ هَٰرُونَ تَحۡمِلُهُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ قال فى بقية التفسير: العلم والتوراة [19]

"اللہ تعالیٰ کے فرمان "بقیۃ" کی تفسیر میں عطاء نے فرمایا: اس سے علم اور تورات مراد ہے۔ اس کے برعکس کثیر تابعین نے "بقیۃ" کی تفسیر موسیٰؑ کے عصا کے ساتھ کی ہے"۔

د۔ناقلین کی قلت

علم کی مجالس میں سے عطاءؒ کی مجلس میں بہت کم لوگ حاضر ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے تھے۔ ان کی مجلس میں حاضر ہونے والے لوگوں کی تعداد صرف سات یا آٹھ ہوتی۔

يقول الامام الاوزاعي: كان عطاء من ارضى الناس عند الناس وما كان ينهد الى مجلسه الّا سبعة، او ثمانية۔[20]

"امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں لوگوں کے پاس لوگوں کی زمین پر عطاء موجود تھے اور ان کی مجلس میں صرف سات یا آٹھ لوگ ہوتے تھے"۔ عطاءؒ کے پاس ابن جریجؒ نے لمبی صحبت پائی۔ اٹھارہ سال سے زیادہ عرصہ ان کے پاس ابن جریج رہے۔ ابن جریج نے کثرت سوال کے ذریعے عطاءؒ سے علم حاصل کیا۔ امام احمدؒ نے حضرت عطاء کے شاگردوں میں سے سب سے زیادہ قابل اعتماد عمرو بن دینار کو شمار کیا ہے۔[21]

4۔عکرمہ مولی ابن عباسؓ

یہ عکرمہ مولی ابن عباسؓ کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ تفسیر کے جتنے بڑے عالم تھے کہ کم صحابہ اس فن میں ان کا مقابلہ کر سکتے تھے۔ انہوں نے بڑی توجہ اور کوشش سے عکرمہؒ کو تفسیر پڑھائی تھی۔ ابن عباسؓ کے تلامذہ میں تفسیر میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔ قتادہؒ کے ہاں ابن عباسؓ کے تلامذہ میں عکرمہ سب سے بڑے عالم تھے۔ اور وہ کہتے تھے کہ تابعین میں سب سے زیادہ علم والے چار لوگ ہیں۔ عطاء، مجاہد، سعید بن جبیر اور عکرمہ اور ان چاروں میں عکرمہ تفسیر کے سب سے بڑے عالم ہیں۔ مجاہدؒ اور

ابن جبیرؒ جیسے فضلاء ان سے تفسیر میں استفادہ کرتے تھے۔ حبیب بن ابی ثابتؒ کی روایت کے مطابق کہ یہ دونوں ان سے سوالات کرتے اور عکرمہ ان کے جواب دیتے تھے۔ان کے سوالات ختم ہونے کے بعد پھر اپنی جانب سے بہت سی آیات کے شان نزول بتاتے۔ان کے فیض سے مجاہدؒ امام تفسیر بن گئے تھے۔آپ کے اساتذہ میں علی بن ابی طالبؓ، حسن بن علیؓ، ابی ھریرہؓ، ابن عمرؓ، یعلی بن امیہؓ، عائشہؓ، حمنہ بنت جحشؓ، ام عمارہؓ اور یحی بن یعمرؒ شامل ہیں۔ان کے شاگردوں میں نمایاں نام ابراہیم نخعیؒ، جابر بن زیدؒ، امام شعبیؒ، ابو اسحاق السبیعیؒ، ابو الزبیرؒ، قتادہؒ، سماک بن حربؒ، عاصم الاحولؒ، حصین بن عبدالرحمنؒ، ایوبؒ، ہشام بن حسانؒ، یحییٰ بن کثیرؒ اور داود بن الحصینؒ وغیرہ ہیں۔[22]

ا۔اسباب نزول کی معرفت رکھنا

آپ کی تفسیر میں سب سے نمایاں خصوصیت اسباب نزول کی معرفت اور اس کا اہتمام کرنا ہے۔قرآن پاک کی آیات کے معنی کے فہم میں یہ علم سب سے زیادہ قوی شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے اسباب نزول کی روایات حضرت عکرمہ کے طریق سے ہی زیادہ مروی ہیں۔ جیسے

عن عکرمة عن ابن عباس قال: مرّ رجل من سليم على نفر من اصحاب رسول الله ﷺ ومعه غنم له فسلم عليهم، فقالوا ما سلم عليكم الا ليتعوذ منكم، فقاموا اليه فقتلوه، واخذه غنمه، واتوا بها رسول الله ﷺ، فانزل الله تعالى يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا[23]

"حضرت عکرمہ سے روایت ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ بنو سلیم کا ایک آدمی اصحاب رسول ﷺ کے پاس سے گزرا جو اپنا ریوڑ ہانک کر لے جا رہا تھا اس آدمی نے صحابہ کو سلام کیا۔ صحابہ نے کہا: اس نے سلام محض اس لیے کیا ہے تاکہ ہم سے اپنا بچاؤ کر سکے صحابہ نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا اور ریوڑ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے آئے تو یہ آیت یَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا "اللہ تعالی نے نازل فرمائی۔

ب۔ تفسیر میں مشغولیت

انہوں نے علم تفسیر حاصل کرنے کے لیے اپنے آپ کو ہر طرح کی دیگر علمی مشغولیت سے فارغ کیا ہوا تھا۔سب سے زیادہ تفسیر میں اسباب نزول، مشکل آیات کی وضاحت اور مفردات کے معانی بیان کرنے میں اہتمام کیا۔ابو نعیمؒ بیان کرتے ہیں:

"مفسر الآيات المحكمة" "آیات محکمہ کے مفسر ہیں۔[24]

ج۔قبائل عرب کی لغت سے واقفیت

عکرمہ پر تفسیر کے سلسلہ میں جن ذرائع پر انحصار کیا جاتا ہے۔ان میں سے ایک اہم سبب قبائل عرب کی لغت کی واقفیت ہے۔ بعض مفردات قرآنیہ کی وضاحت میں عکرمہ پر اعتماد کیا گیا ہے جیسے:

اَتَدْعُونَ بَعْلًا قال اتدعون ربا، وهی لغة أهل اليمن تقول من بعل هذا الثور؟ ای: من ربه [25]

"عکرمہ نے فرمایا "بعلا" مالک کو کہا جاتا ہے اور یہ اہل یمن کی لغت ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے اس بیل کا مالک کون ہے"۔

5۔ حسن بصریؒ

نام ابو سعید الحسن بن ابی الحسن یسار البصری ہے۔ ولادت حضرت عمرؓ کی شہادت سے دو سال پہلے ہوئی [26]۔ حصول علم کے سلسلہ میں ایسے مقام پر ان کی نشو و نما ہوئی تھی جہاں کی گلی گلی علوم نبوی کا مخزن تھی۔ یہ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، ابن عمرؓ، ابن عباسؓ، انس بن مالکؓ اور ثوبانؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ [27] آپ کا حلقہ مسجد میں ہوتا اس میں حدیث، فقہ، علم القرآن، لغت اور دوسرے علوم زیر بحث آتے۔ ان کی تفسیر کا ایک خاص طریقہ تھا۔ خود یا ان کا کوئی شاگرد ایک آیت تلاوت کرتا اور خود اس کی تفسیر بیان کرتے۔ حمیدؒ کے بقول کہ میں حسن کے سامنے قرآن کی تلاوت کرتا اور حسن بصری اس کی تفسیر کرتے تھے۔ بسا اوقات بعض علماء کی طرف سے حسنؒ سے سوالات بھی کیے جاتے تھے۔ سہلؒ کے بقول کہ میں نے حسن سے حنیفیت کے بارے میں پوچھا، حسن بصری نے جواباً فرمایا: بیت اللہ کا حج حنیفیت ہے ۔ اسی بناء پر کثرت کے ساتھ آپ سے تفسیری روایات منقول ہیں۔ شاگردوں میں حمید الطویلؒ، یزید بن ابی مریمؒ، ایوبؒ، قتادہؒ، ابو بکر بن عبد اللہ مرقیؒ، جریر بن ابی عامؒ، مجاہدؒ، عطاءؒ اور طاوسؒ وغیرہ شامل ہیں۔ [28]

تفسیر میں کثرت روایات کی وجوہات

ا۔ اجتہاد سے تفسیر کرنا

حضرت حسن بصری مشکل آیات کے معنی بیان کرنے میں عقل اور رائے سے کام لیتے تھے یہاں تک کہ لوگ مشکل آیات کے معنی سمجھنے کے لئے آپ سے سوال کرتے۔ جیسے:

يقول عقبة بن ابی حمزة: شهدت الحسن بمكة قال: وجاءه طاوس وعطاء ومجاهد فسألوه عن قول الله تبارك وتعالى: لَوْ أَرَدْنَا أَن نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنَاه قال الحسن: اللهو المراة [29]

"عقبہ بن ابی حمزہ فرماتے ہیں حسن جب مکہ تشریف لائے تو طاوس، عطاء اور مجاہد حسن بصری سے کے متعلق پوچھنے کے لئے آئے تو حسن نے فرمایا لھو سے مراد زوجہ ہے"۔

ب۔ تبلیغ علم کا ذوق رکھنا

دوسری وجہ علم کی تبلیغ کا ان کو بہت زیادہ شوق تھا۔

یونس بن عبيد قال: قال الحسن احتسابا، وسكت مُحَّد بن سيرين احتسابا [30]

"یونس بن عبیدؒ فرماتے ہیں حسن ثواب سمجھ کر روایات بیان کرتے اور محمد بن سیرین ثواب سمجھ کر حدیث بیان کرنے سے

خاموش رہتے"۔

ج۔ کتابت کو پسند کرنا

حضرت حسنؒ اپنے بچوں اور بھتیجوں کو لکھنے کا حکم فرماتے تھے۔ شرحبیل بن سعید قال: دعا الحسن بنيه وبني اخيه فقال: يابني وبني اخي انكم صغار قوم يوشک ان تكونوا كبار آخرين فتعلموا العلم فمن لم يستطع منكم ان يرويه او قال: يحفظه فليكتبه وليضعه في بيت[31]

"شرحبیل بن سعیدؒ نے فرمایا: حضرت حسن نے اپنے بچوں اور بھتیجوں کو بلایا اور فرمایا: اے بچوں اور بھتیجوں تم قوم میں چھوٹے ہو قریب ہے کہ تم دوسروں سے بڑے ہو جاؤ بس تم علم سیکھو اگر تم روایت کرنے یا اس کو حفظ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تو اس کو لکھ لیا کرو پھر اس کو اپنے گھر میں محفوظ کر لیا کرو"۔

د۔ اسباب نزول کا جاننا

ابو بکر الہذلیؒ کے مطابق جب تک وہ ایک سورۃ کی تفسیر و تاویل اور شان نزول سے پوری واقفیت نہ حاصل کر لیتے اس وقت تک آگے نہ بڑھتے۔[32] جیسے: قوله تعالى: وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُون قال الحسن: نزلت في اليهود وهي علينا واجبة[33] "حسن بصری نے فرمایا: یہ آیت یہود کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ ہمارے اوپر بھی واجب ہے"۔

ذ۔ علوم کی جامع شخصیت

آپ کی شخصیت تمام علوم کی جامع تھی۔ عن الحجاج بن الاسود قال: تمنى رجل فقال ليتني بزهد الحسن وورع ابن سيرين وعبادة عامر بن عبد قيس وفقه سعيد بن المسيب ! فنظروا ذلک فوجدوه كلاما كله في الحسن[34]

"حجاج بن اسودؒ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے تمنا کی کہ پرہیز گاری میں حسن، تقوی میں ابن سیرین اور عبادت میں عامر بن عبد قیس، فقہ میں سعید بن المسیب جیسا ہو، لوگوں نے غور کیا تو ان تمام باتوں کو حسن میں پایا"۔

ابن حبانؒ کے ہاں "حسن" علماء تابعین میں سے تھے بلکہ قرآن، فقہ، ادب کو جاننے والے تھے۔[35]

6۔ قتادہ بن دعامہ السدوسیؒ

آپ کا پورا نام ابو الخطاب قتادہ بن دعامہ سدوسی البصری ہے۔ 61 ہجری میں پیدا ہوئے[36]۔ قتادہ کے اصل شیخ حسن بصریؒ تھے، زیادہ تر وہ انہی کے ذریعے چشمہ علم سے سراب ہوئے تھے۔ بارہ سال تک ان کی خدمت میں رہے۔ حسن بصری کے سب سے ممتاز تلامذہ میں یہی تھے۔ ابو زرعہؒ کے نزدیک حسن کے سب سے بڑے اصحاب میں قتادہ تھے۔[37] حضرت حسن بصریؒ کے علاوہ اس عہد کے تمام ممتاز محدثین انس بن مالکؓ، ابو سعید خدریؓ، عمران بن حصینؓ، سعید بن مسیبؒ، عکرمہؒ، ابو بردہ بن ابی موسیؒ، عبد اللہ بن عتبہ بن مسعودؒ، مطرف بن شخیرہؒ وغیرہ صحابہ اور تابعین کی ایک کثیر جماعت سے سماع کیا تھا۔ تفسیر قرآن کے بہت بڑے عالم

تھے۔ آیات قرآنی کی تفسیر وتاویل میں ان کی نظر نہایت وسیع تھی۔ خود کہتے کہ قرآن میں کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کے متعلق میں نے کچھ نہ کچھ نہ سنا ہو۔ بعض قابل ذکر شاگروں کے نام یہ ہیں۔ ایوب سختیانیؒ، سلیمان تیمیؒ، جریر بن حازمؒ، شعبہؒ، سعید بن ابی عروبہؒ، عمرو ابن ابراہیمؒ اور عمران القطانؒ شامل ہیں۔ [38]

تفسیر میں کثرت روایات

قتادہؒ ان تابعین میں سے ہیں۔ جن سے تفسیر میں بکثرت روایات منقول ہیں۔ کثرت روایات کے اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ شاگردوں کا ذوق تفسیر

آپ کے بعض تلامذہ نے اپنے آپ کو تفسیری روایات نقل کرنے میں وقف کیا ہوا تھا، جیسے سعید بن ابی عروبہؒ اور معمر بن راشدؒ وغیرہ۔ قتادہؒ کی تاویلات سعید بن ابی عروبہؒ کی طریق سے تفاسیر میں ہمیں ملتی ہیں۔ ابن معینؒ کے بقول قتادہ کے شاگردوں میں سعید بن ابی عروبہ سب سے زیادہ حافظ ہیں۔ رہی بات معمر بن راشدؒ کی توان کے اپنے بیان کے مطابق کہ میں نے چودہ سال قتادہ سے سماع کیا۔ میں نے ان برسوں میں جو کچھ بھی سنا وہ میں نے سینے میں محفوظ کیا۔ [39]

ب۔ کثرت سے سفر کرنا

آپ طلب علم کے لیے کثرت سے سفر فرماتے تھے۔ ان شہروں کے بڑے ائمہ سے علم کا کسب فرماتے۔ قتادہؒ کے اپنے بیان کے مطابق کہ میں سعید بن مسیب کے پاس آٹھ دن ٹھہرا آٹھویں دن سعید نے مجھ سے فرمایا "نابینا" صاحب آپ تشریف لے جائیں آپ نے مجھے نچوڑ دیا (کافی علم حاصل کر لیا)۔ اسی لئے سعید بن مسیبؒ کہتے تھے کہ میرے پاس جو عراقی بھی آیا ان میں قتادہ سب سے زیادہ حافظے والے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کوفہ کی طرف سفر کیا۔ [40]

ج۔ قتادہ کی کتابت پسندی

آپ بھی باقی تابعین کی طرح لکھنے کو پسند فرماتے تھے۔ جیسے اس روایت میں ہے

ابی هلال قال: قيل لقتادة: يا ابا الخطاب أنكتب ما نسمع؟ قال: وما يمنعک احد ان تكتب وقد انبأک اللطيف الخبير انه قد كتب وقرأ: {فِيْ كِتٰبٍ لَايَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى} [41]

"ابو ہلال کہتے ہیں کہ ہم نے قتادہ سے پوچھا: اے ابوالخطاب کیا ہم لکھ لیا کریں جو ہم سنیں، قتادہ نے جواب دیا تمہیں کس چیز نے لکھنے سے روکے رکھا ہے۔ تمہارے پاس لطیف خبر بھی آئے تو اس کو لکھ لیا کرو۔ پھر آیت تلاوت فرمائی "فِيْ كِتٰبٍ لَايَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى"

د۔ علم لغت کا ماہر ہونا

علم تفسیر میں آپ کے مقدم ہونے کی وجوہات میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ علوم لغت کی معرفت رکھتے تھے۔ جیسے

قوله تعالى: وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ، قال امه هاوية: هى كلمة عربية وكان الرجل اذا وقع فى امر شديد

قالوا : هوت به امه[42]

"قتادہ نے فرمایا امہ ھاویہ یہ ایک عربی کلمہ ہے جب کوئی آدمی کسی انتہائی تکلیف دہ امر مبتلا ہو جائے تو وہ کہتا ہے ھویت بہ امہ۔ ہمام بن یحییٰؒ کے بقول کہ حدیث پر اعراب لگالیا کرو کیونکہ قتادہ حدیث میں غلطی نہیں کرتے۔[43]

7۔ ابوالعالیہ

پورا نام ابوالعالیہ رفیع بن مہران الریاحی ہے۔ یہ بصرہ کے باشندے ہیں زمانہ جاہلیت میں پیدا ہو چکے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کی وفات کے دو سال بعد مسلمان ہوئے[44]۔ قرآن کریم کے بہترین قاری تھے۔ حضرت ابن عباس ان کو اپنے ساتھ چارپائی پر بٹھاتے تھے جبکہ دوسرے قریشی لوگ نیچے بیٹھے ہوتے اور فرماتے تھے علم اسی طرح انسان کے شرف میں اضافہ کرتا ہے۔ قرآن کی تعلیم انہوں نے مشہور عالم قرآن حضرت ابی بن کعبؓ سے حاصل کی تھی۔ خود ان کے اپنے بقول کہ میں غلام تھا اپنے اہل کی خدمت کرتا اور قرآن اور عربی کی کتاب سیکھتا۔ ابوالعالیہؒ کے نزدیک کہ میں نے زید بن ثابتؓ اور ابن عباسؓ سے عرضا قراءت کو لیا ہے[45]۔ حفصہ بنت سیرینؒ کے مطابق مجھے ابوالعالیہ نے بتایا کہ میں نے تین مرتبہ حضرت عمرؓ کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ ابن عماد حنبلیؒ ان کو "مفسر" لکھتے ہیں۔ اس کے باوجود تفسیر میں ان کی روایات بہت کم منقول ہیں۔ حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابو موسی اشعریؓ، ابوایوب انصاریؓ، ابی بن کعبؓ، ثوبانؓ، حذیفہؓ، ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، ابوذر غفاریؓ جیسے اکابر صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے فیض اٹھانے والوں میں خالد الحذاءؒ، داؤد بن ابی ہندؒ، محمد بن سیرینؒ، حمید بن ہلالؒ، قتادہؒ اور منصورؒ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔[46]

تفسیر میں قلت روایات

ا۔ راویوں کی قلت

آپ کا علم نقل کرنے والا کوئی نہیں تھا۔ اسی لیے ابوداؤدؒ کہتے تھے: ذهب علم ابى العالية لم يكن له رواة[47]

"ابوالعالیہ کا علم چلا گیا ان سے نقل کرنے والا کوئی راوی نہیں تھا"۔

ب۔ کتابت کو ناپسند کرنا

آپ بھی لکھنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ جیسے

عن ابى خلدة قال: قلت لابى العالية: اعطنى بعض كتبک قال: لو كتبت شيئا لاعطيتک واكرمتک[48]

"ابی خلدہؒ فرماتے ہیں: میں نے ابوالعالیہ سے کہا! اپنی بعض کتب مجھے دے دیں ابوالعالیہ نے جواب دیا: کہ اگر میں نے کچھ لکھا ہوتا تو میں ضرور تجھے دے دیتا اور تیرا اکرام کرتا"۔

ج۔ قبول روایت میں احتیاط

بصریوں میں سے آپ حدیث لینے میں سب سے زیادہ محتاط تھے۔ جب تک اصل ناقل کی زبان سے نہ سن لیتے تھے اس وقت تک کسی دوسرے کے بیان پر اعتماد نہ کرتے تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں: کنا نسمع الروایة بالبصرة عن اصحاب رسول الله ﷺ فلم نرض حتی رکبنا الی المدینة فسمعناها من افواههم

"ہم لوگ بصرہ میں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی روایات سنتے تھے مگر اس وقت تک ان پر اعتماد نہ کرتے تھے جب تک کہ مدینہ جاکر خود ان کی زبان سے نہ سن لیتے تھے"۔

قال کنت ارحل الی الرجل مسیرة ایام فاول ما اتفقد من امره صلاته فان وجدته یقیمها ویتمها اقمت وسمعت منه وان وجدته یضیعها رجعت ولم اسمع منه، وقلت: هو لغیر الصلاة اضیع[49]

8۔ عامر الشعبیؒ

نام ابو عمرو وعامر بن شراحیل الشعبی الحمیری ہے۔ ولادت کے بارے میں ان کا اپنا قول ہے کہ وہ جنگ جلولاء کے سال پیدا ہوئے۔ آپ نے کوفہ میں زندگی بسر کی اسی لئے مدرسہ کوفہ کے تفسیری حوض سے سیراب ہوئے۔ آپ مشہور مفسر تابعین میں سے ہیں اس کے باوجود آپ سے تفسیری روایات کم منقول ہیں۔ ان کے اساتذہ میں عمران بن حصینؓ، جریر بن عبداللہؓ، ابی ھریرہؓ، ابن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عائشہؓ شامل ہیں۔ شاگردوں میں اسماعیل بن خالدؒ، اشعث بن سوارؒ، داؤد بن ابی ہندؒ، ابوالزنادؒ، مجالد بن سعیدؒ، یونس بن ابی اسحاقؒ، سری بن یحییؒ وغیرہ میں شامل ہیں۔[50]

قلت روایات کی وجوہ

ا۔ تقوی کی شدت

شعبیؒ کثرت سوال کو ناپسند فرماتے تھے۔ جیسے: داود بن ابی هند قال: سالت الشعبی: کیف کنتم تصنعون اذا سئلتم؟ قال: علی الخبیر وقعت، کان اذا سئل الرجل قال لصاحبه: أفتهم فلایزال حتی یرجع الی الاول[51]

"داؤد بن ابی ہندؒ فرماتے ہیں کہ میں نے شعبی سے پوچھا! جب آپ سے کوئی سوال کرتا تو آپ کیا کرتے تھے؟ آپ نے جواب دیا: جاننے والے کے پاس تم آئے ہو جب کوئی آدمی سوال کرتا تو ساتھ والے ساتھی کو کہہ دیتا تم فتوی دے دو، ہمیشہ اسی طرح رہتا یہاں تک کہ وہ پہلے کے پاس لوٹ آتا"۔

ب۔ رائے اور قیاس کو ناپسند کرنا

آپ رائے اور قیاس کو بہت ناپسند کرتے اور زیادہ آثار و سنن پر اکتفاء فرماتے۔ مجاہدؒ کے مطابق شعبیؒ نے بیان کیا کہ رائے دینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔ والله لئن اخذتم بالمقاییس لتحرمن الحلال ولتحلن الحرام

"عامر شعبیؒ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم اگر تم قیاس کے ذریعے سے احکام کو لوگے تو تم حلال کو حرام، حرام کو حلال کر دوگے"۔

ج۔ تفسیر میں پرہیز گاری

عامر الشعبیؒ بھی تفسیر میں بہت پرہیز کرتے۔ جو شخص تفسیر میں اپنی رائے پیش کرتا، تو آپ اس پر تنقید فرماتے۔قال: من كذب على القرآن فقد كذب على الله[52] "آپ فرماتے جس نے قرآن پر جھوٹ بولا تحقیق اس نے اللہ پر جھوٹ بولا"۔

9۔اسماعیل السدیؒ

نام ابو محمد اسماعیل بن عبدالرحمن بن ابی کریمہ السدی الکوفی ہے۔ان کو تفسیر قرآن کی درس وتدریس کا خاص ذوق تھا۔ چناچہ تفسیر کی کتابیں ان کے اقوال اور روایات سے بھری ہوئی ہیں۔ صحابہ میں ابن عمرؓ کی زیارت کی۔انسؓ،ابن عباسؓ،ابوہریرہؓ، حسن بن علیؓ "سے روایت کرتے ہیں :تابعین میں عکرمہؒ،عطاءؒ،سعید بن عبیدہؒ،ابی صالحؒ سے روایت کرتے ہیں۔ان میں نمایاں نام شعبہؒ،ثوریؒ ،حسن بن صالحؒ،ابو عوانہؒ،ابو بکر بن عیاشؒ وغیرہ ہیں۔[53]

تفسیر میں کثرت روایات کے اسباب

ا۔ تفسیر بالروایت کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگردوں میں سب سے منفرد اسماعیل السدی ہیں۔اس لئے کہ "سدیؒ"ان تابعین میں سے ہیں جو مطلقاً صحابہ کی تفسیر پر اعتماد کرتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ تفسیر میں اکثر "ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ" سے روایات نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح کبار تابعین میں سے ابومالک غزوان الغفاریؒ سے بھی روایت کرتے ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ کے ہاں اسماعیل السدی تفسیر میں جو غالب حصہ روایت کرتے ہیں وہ ان دو لوگوں سے کرتے ہیں،ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ۔[54]

ب۔شاگردوں کا تفسیری روایات نقل کرنا

سدیؒ ان تابعین میں سے ہیں جن کے شاگردوں میں سے ایک نے اپنے آپ کو تفسیر نقل کرنے کے لیے مخصوص کر دیا جیسے اسباط بن نصر۔یہی وجہ ہے کہ سدیؒ کی تفسیر کا بہت بڑا حصہ ان ہی کی طریق سے مروی ہے۔

ج۔ تفسیر کا ذوق

مدرسہ کوفہ کے ان صحابہ میں سے ہیں۔ جنہوں نے تفسیر کے لیے اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ دوسرے علوم میں بہت کم مشغول ہوئے۔اسی لئے محدثین نے درج ذیل الفاظ کے ساتھ آپ کا تعارف کروایا۔امام ذہبیؒ نے "صاحب تفسیر" سے متصف کیا ہے۔ اسماعیل بن عبدالرحمنؒ کے مطابق سدی، شعبی سے زیادہ قرآن کو جاننے والے ہیں۔[55]

د۔اسباب نزول کی معرفت

سدیؒ اسباب نزول کی معرفت کا بہت اہتمام فرماتے۔سدیؒ کثرت سے قرآن کے معانی بیان کرنے کے لیے ایام عرب، مغازی اور واقعات کو ترجیح دیتے۔اتابکیؒ کے بقول "سدی" صاحب تفسیر، مغازی اور سیر ہیں، واقعات اور لوگوں کے ایام کی معرفت کے بڑے امام ہیں[56]

10۔ابراہیم نخعیؒ

نام ابو عمران ابراہیم بن یزید بن اسود النخعی ہے۔کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے ہیں۔ان کا گھرانہ علم و عمل کا گہوارہ تھا۔علقمہ کا حلقہ درس اتنا وسیع تھا کہ محمد بن سیرین جیسے اکابر ان میں شریک ہوتے تھے ابراہیم بھی اسی حلقہ کے فیض یافتہ تھے۔ابراہیم نخعیؒ قبول روایت میں بہت زیادہ احتیاط سے کام لیتے۔جس کی وجہ سے انہوں نے علم تفسیر میں مشغول ہونے کو کم ترجیح دی۔اسی لیے ان سے تفسیر میں روایات بہت کم منقول ہیں۔ اعمشؒ، منصورؒ، ابن عونؒ، زبید الیامیؒ، حماد بن سلیمانؒ اور مغیرہ بن مقسمؒ ضبی وغیرہ ان کی زمرہ تلامذہ میں سے ہیں۔[57]

قلت روایات کے اسباب

ا۔تفسیر سے احتراز کرنا

اصحاب کوفہ میں تفسیر میں روایت کرنے سے سب سے زیادہ ابراہیم گھبراتے تھے۔چنانچہ ان کے بقول ایک زمانہ وہ تھا جب لوگ قرآن کی تفسیر کرتے ہوئے ڈرتے تھے اور اب یہ زمانہ ہے کہ جس کا دل چاہتا ہے مفسر بن بیٹھا ہے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میں علم کے متعلق ایک کلمہ بھی منہ سے نہ نکالوں۔جس زمانہ میں میں فقیہ ہوا وہ بہت ہی برا زمانہ ہے۔[58] ان کی تفسیر میں کثرت سے "کان یقال کذا، یقولون کذا، ویکرھون کذا" کے الفاظ ملتے ہیں۔جیسے

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ قال ابراهيم: كان يقال: انما الصدقات لفقراء المهاجرين[59]

ب۔فن فقہ میں ماہر

ابراہیمؒ کا خاص فن فقہ تھا اس فن کے وہ امام تھے۔ان کے فقہی امام ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔بڑے بڑے علماء فقہی مسائل کے سائلین کو ان کے پاس بھیج دیتے۔سعید بن جبیرؒ کے پاس جب کوئی فتوی پوچھنے کے لئے آتا تو اسے کہتے ابراہیم کی موجودگی میں مجھ سے پوچھتے ہو؟[60]

ج۔اظہار علم سے احتراز

ان کمالات کے باوجود وہ علم کا اظہار کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے۔چنانچہ بغیر سوال کیے ہوئے کبھی خود سے کوئی علمی تذکرہ نہ کرتے۔ اعمشؒ کے مطابق میں نے ایک مرتبہ ابراہیم سے کہا کہ میں چند مسائل آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں فرمایا میں یہ ناپسند کرتا

ہوں کہ میں کسی شے کے متعلق کہوں کہ وہ اس طرح ہے اور وہ اس کے خلاف ہو۔[61]

د۔کتابت کو ناپسند کرنا

ابراہیمؒ بھی کتابت کو ناپسند کرتے تھے۔ مصاحف کے ساتھ مشابہ ہونے کے خوف سے منع کرتے اور فرماتے تھے ہم نے کبھی بھی کچھ نہیں لکھا۔ابراہیم نخعیؒ کہتے تھے: ما كتب انسان كتابا الا اتكل عليه[62] "کہ انسان جب کچھ لکھتا ہے تو اسی پر اعتماد کرلیتا ہے"۔

خلاصہ بحث

مشہور تابعی مجاہد بن جبیر کی تفسیر قرآن میں کثرت روایات کی وجوہات، متعدد مصادر سے استفادہ کرنا، اسرائیلیات کے اخذ میں تساہل برتنا، علم قراءات کا فہم ہونا، تفسیر کی کتابت کو پسند کرنا، اجتہاد میں وسعت اور شاگردوں کا تفسیر کو خوب نقل کرنا شامل ہیں۔اسی طرح سعید بن جبیرؒ تفسیر کی کتابت کو پسند کرتے تھے اور تفسیر قرآن کے دروس دیتے تھے۔ نیز وہ اسرائیلیات میں تساہل سے کام لیتے تھے تاہم نشر علم کے حریص تھے۔ مشہور تابعی عطاء بن ابی رباح کی قلیل تفسیری روایات کے اسباب میں تفسیر بالرائے کو ناپسند کرنا، افتاء اور فقہ میں مشغولیت، اسرائیلی روایات پر کم اعتماد کرنا اور ناقلین کی قلت کا ہونا شامل ہیں۔عکرمہ مولی ابن عباس کو اسباب نزول کی خوب معرفت تھی اور وہ تفسیر میں مشغولیت رکھتے تھے۔ نیز قبائل عرب کی لغت سے واقفیت بھی حاصل تھی۔ حسن بصری کی تفسیر میں کثرت روایات کی وجوہ میں اجتہاد سے تفسیر کرنا، تبلیغ علم کا ذوق رکھنا، کتابت کو پسند کرنا، اسباب نزول کا جاننا اور علوم کی جامع شخصیت ہونا شامل ہیں۔ قتادہ بن دعامہ السدوسیؒ کی تفسیر میں کثرت روایات کے اسباب میں شاگردوں کا ذوق تفسیر، کثرت سے سفر کرنا، قتادہ کی کتابت پسندی، علم لغت کا ماہر ہونا شامل ہیں۔اسی طرح امام ابوالعالیہ کا تفسیر میں قلیل الروایۃ ہونے میں راویوں کی قلت، کتابت کو ناپسند کرنا، قبول روایت میں احتیاط جیسے اسباب شامل ہیں۔ عامر الشعبیؒ کی بھی قلت روایات کی وجوہ میں تقوی کی شدت، رائے اور قیاس کو ناپسند کرنا اور تفسیر میں پرہیزگاری سے کام لینا شامل ہیں۔اسماعیل السدیؒ کے تفسیر میں کثرت روایات کے اسباب میں تفسیر بالروایت کرنا، شاگردوں کا تفسیری روایات نقل کرنا، تفسیر کا ذوق اور اسباب نزول کی معرفت ہونا شامل ہیں۔اسی طرح امام الفقہ ابراہیم النخعی کے قلیل الروایۃ ہونے کے اسباب میں تفسیر سے احتراز کرنا، فن فقہ میں ماہر ہونا، اظہار علم سے احتراز اور کتابت کو ناپسند کرنا شامل ہیں۔

حواشی

[1] امام یحیٰ بن شرف نووی، تہذیب الاسماء واللغات، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2008ء، ج2، ص83۔

Imām Yaḥyá bin Sharaf al Nawawī, Tahdhīb al-asmā' wa-al-lughāt, dār al kutub al-'Ilmīyah, Beirut, 2008, 2/83

[2] حافظ ابن حجر عسقلانی، تہذیب التہذیب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 2004ء، ج6، ص176

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar 'sqalānī, Tahdhīb al-Tahdhīb, dār al kutub al-'Ilmīyah, Beirut, 2004, 6/176

[3] ایضاً

Ibid

[4] محمد بن جریر طبری، تفسیر طبری، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ، ج16، ص36

Muhammad bin Jarīr Ṭabarī, Tafsīr Ṭabarī, Maktabah Ibn Taymīyah, al-Qāhirah, 16/36

[5] ایضا، ص90

Ibid, 90

[6] حافظ محمد بن عثمان ذہبی، سیر اعلام النبلاء، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، 1981ء، ج6، ص126

Ḥāfiẓ Muhammad bin 'Uthmān al-dhahabī, Siyar A'lām al-nubalā', Mu'assasat al-Risālah, Beirut, 1981, 6/126

[7] ایضا، ج 2، ص625

Ibid, 2/625

[8] محمد ابن سعد، الطبقات الکبیر، مکتبۃ الخانجی، القاہرہ، 2001ء، ج8، ص375

Muhammad Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, Maktabat al-Khānjī, al-Qāhirah, 2001, 8/375

[9] حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج2، 625

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, 2/625

[10] عبد الصمد صارم، تاریخ التفسیر، ادارہ علمیہ، لاہور، 1966ء، ص27

'Abd al-Ṣamad Ṣārim, Tārīkh al-Tafsīr, Idārah 'ilmīyah, Lahor, 1966, 27

[11] ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج8، ص384

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 8/384

[12] عبد الرحمن ابن جوزی، المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ، ج7، ص6

'Abd al-Raḥmān Ibn jawzī, Al-muntaẓim fī Tārīkh al-mulūk wal-umam, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, Beirut, 1415, 7/6

[13] ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج16، ص43

Ibn Jarīr Ṭabarī, Tafsīr Ṭabarī, 16/43

[14] امام احمد بن حنبل، العلل لاحمد، دار الخانی، الریاض، 1422ھ، ج1، ص182

Imām Aḥmad ibn Ḥanbal, al-'ilal li-Aḥmad, Dār al khānī, al-Riyāḍ, 1422 ', 1/182

[15] امام نووی،، تہذیب الاسماء واللغات، ج، ص 333،334

Imām Nuwawī, Tahdhīb al-asmā' wa-al-lughāt, 333, 334

[16] حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج4، ص488

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, 4/488

[17] امام احمد بن حنبل، امام، العلل لاحمد، ج2، ص131

Imām Aḥmad ibn Ḥanbal, al-'ilal li-Aḥmad, 2/131

[18] حافظ یوسف بن عبدالرحمن مزی، تہذیب الکمال، ج20، ص78

Ḥāfiẓ Yūsuf bin 'Abd al-Raḥmān al mizī, Tahdhīb al-kamāl, 20/78

[19] ایضا، ج5، ص334

Ibid, 5/334

[20] حافظ ابونعیم اصبہانی، حلیۃ الاولیاء، مکتبۃ الخانجی، القاہرہ، ج3، ص311

Ḥāfiẓ Abū Na'īm Aṣbahānī, Ḥilyat ul-awliyā', Maktabat al-Khānjī, al-Qāhirah, 3/311

[21] امام احمد بن حنبل، احمد بن محمد، امام، العلل لاحمد، ج2، ص496

Imām Aḥmad bin Ḥanbal, al-'ilal li-Aḥmad, 2/496

[22] حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج4، ص549

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, 4/549

[23] علی بن احمد واحدی، اسباب نزول القرآن، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1411ھ، ص175،176

'Ali bin Aḥmad wāḥdī, Asbāb al nuzūl al-Qur'ān, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, Beirut, 1411, 175, 176

[24] ابونعیم اصبہانی، حلیۃ الاولیاء، ج3، ص326

Abū Na'īm aṣbhānī, Ḥilyat al-awliyā', 3/326

[25] ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج23، ص92

Ibn Jarīr Ṭabarī, Tafsīr Ṭabarī, 23/92

[26] امام نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ج1، ص161

Imām Nuwawī, Tahdhīb al-asmā' wa-al-lughāt, 1/161

[27] حافظ ابن حجر، تہذیب التہذب، ج2، ص24

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, 2/24

[28] ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج3، ص104

Ibn Jarīr Ṭabarī, Tafsīr Ṭabarī, 3/104

[29] ایضاً، ج23، ص10

Ibid ,23/10

[30] ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج9، ص163

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 9/163

[31] عبداللہ دارمی، مترجم بنت عبدالستار، سنن دارمی، انصار السنہ پبلیکشنز، لاہور، ج1، ص309

Abdullah Dārarmī, Mutarjim bint 'Abd al-Sattār, Sunan Dāramī, Anṣār al sunnah publications, Lahore, 1/309

[32] عبدالحئ حنبلی، شذرات الذھب، بیروت، لبنان، 1406ھ، ج2، ص50

'Abd al-Ḥayy Ḥanbalī, Shadharāt al-dhahab, Beirut, Lubnan, 1406, 2/50

[33] ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج10، ص357

Ibn Jarīr Ṭabarī, Tafsīr Ṭabarī, 10/357

[34] ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج9، ص166

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 9/166

[35] محمد بن احمد صالحہ، طبقات علماء الحدیث، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1417ھ، ج1، ص142

Muhammad bin Ahmad ṣāliḥá, Ṭabaqāt 'ulamā' al-ḥadīth, Mu'assasat al-Risālah, Beirut, 1417, 1/142

[36] حافظ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج1، ص122

Ḥāfiẓ Dhahabī, Tadhkirat al-ḥuffāẓ, 1/122

[37] حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج5، ص329

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, 5/329

[38] حافظ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، دار المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، 1374ھ، ج1، ص123

Ḥāfiẓ Muhammad bin 'Uthmān al-dhahabī, Tadhkirat al-ḥuffāẓ, Dār al-Ma'ārif al-'Uthmānīyah, Hydarabad, 1374, 1/123

[39] حافظ ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، ج6، 317

Ḥāfiẓ Dhahabī, Siyar I'lām al-nubalā', 6/317

[40] ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج9، ص229

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 9/229

[41] ایضاً۔

Ibid.

[42] ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج30، ص282

Ibn Jarīr Ṭabarī, Tafsīr Ṭabarī, 30/282

[43] ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج9، ص229

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 9/229

[44] امام نووی، تہذیب الاسماء واللغات، ج2، ص251

Imām Nuwawá, Tahdhīb al-asmā' wa-al-lughāt, 2/251

[45] احمد بن حسین اصبہانی، المبسوط فی القراءۃ العشر، مکتبہ مجمع اللغۃ العربیہ، دمشق، 1406ھ، ص79

Aḥmad bin Hussain Aṣbhānī, al-Mabsūṭ fī al-qirā'ah al-'ashr, Maktabah Majma' al-lughāh al-'Arabīyah, Demascus, 1406, 79

[46] حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج7، ص410

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, 7/410

[47] حافظ مزی، تہذیب الکمال، ج9، ص217

Ḥāfiẓ Dhahbī, Tahdhīb al-kamāl, 9/217

[48] امام احمد بن حنبل، العلل لاحمد، ج3، ص441

Imām Ahmad bin Ḥanbal, al-'ilal li-Aḥmad, 3/441

[49] خطیب بغدادی، الرحلۃ فی طلب الحدیث، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1395ھ، ص93

Khaṭīb Baghdādī, al-Riḥlah fī Ṭilib al-ḥadīth, Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, Beirut, 1395, 93

[50]ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج8، ص367

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 8/367

[51]ایضاً

Ibid

[52] ابو نعیم اصبہانی، حلیۃ الاولیاء، ج4، ص320

Abū Na'īm aṣbhāná, Ḥilyat al-awliyā', 4/320

[53] حافظ ابن حجر، تہذیب التہذیب، ج1، ص294

Ḥāfiẓ Ibn Ḥajar, Tahdhīb al-Tahdhīb, 1/294

[54]امام ابن تیمیہ، مجموع الفتاوی، اوقاف دعوۃ والارشاد، 1425ھ، ج13، ص366

Imām Ibn Taymīyah, Majmū' al-Fatāwá, awqāf Da'wat wa-al-Irshād, 1425, 13/366

[55] حافظ ذہبی، تاریخ الاسلام، دار الکتاب العربی، بیروت، 1410ھ، ج8، ص237

Ḥāfiẓ Muḥammad ibn 'Uthmān al-dhahabī, Tārīkh al-Islām, Dār al-Kitāb al-'Arabī, Beirut, 1410, 8/237

[56]یوسف بن تغری اتابکی، النجوم الزاہرۃ، وزارۃ الثقافہ، 1383ھ، ج1، ص308

Yūsuf ibn Taghrī atābkī, al-nujūm al-Zāhirah, Wizārat al-Thaqāfah, 1383, 1/308

[57]ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج8، ص388

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 8/388

[58] امام عبدالوہاب شعرانی، طبقات الکبری، مترجم پیر محفوظ الحق، مکتبہ نوریہ رضویہ، لاہور، 2002ء، ص119

Imām 'Abd al-Wahhāb Sha'rānī, al-Ṭabaqāt al-Kubrá, mutarjim Maḥfūẓ al-Ḥaqq, Maktabah Nūrīyah rḍwyh, Lahore, 2002, 119

[59] ابن جریر طبری، تفسیر طبری، ج14، ص307

Ibn Jarīr Ṭabarī, Tafsīr Ṭabarī, 14/307

[60]ابن سعد، الطبقات الکبیر، ج8، ص388

Ibn Sa'd, al-Ṭabaqāt al-kabīr, 8/388

[61] امام شعرانی، طبقات الکبری، مترجم پیر محفوظ الحق، ص119

Imām Sha'rānī, Ṭabaqāt al-Kubrá, mutarjim Maḥfūẓ al-Ḥaqq, 119

[62] حافظ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج4، ص522

Ḥāfiẓ Dhahabī, Siyar I'lām al-nubalā', 4/522